مالی قربانی کا جماعت کو جو اعزاز بخشا گیا ہے
اس کی تمام عالم میں کوئی نظیر کہیں دکھائی نہیں دیتی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 / اگست 1995ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۳﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ (البقرہ: 273 تا 275)

پھر فرمایا:۔

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا تعلق مالی قربانی سے ہے اور ان کا انتخاب آج اس لئے ہے کہ بالعموم پہلے یہ دستور ہوا کرتا تھا کہ سال کے آخر پر یعنی مالی سال کے آخر پر اور نئے سال کے آغاز پر، کبھی سال کے آخر والے خطبے کو مالی قربانی کے مضمون کے لئے وقف کیا جاتا تھا، کبھی

آئندہ سال کے پہلے خطبے کو پھر چونکہ جلسہ سالانہ بھی انہی ایام میں بعض دفعہ اسی مہینے میں آتا ہے اس لئے تجویز ہوا کہ جلسہ سالانہ پر جب جماعت کی عالمی خدمات اور ترقیات کا ذکر ہوتا ہے، مالی پہلو کو بھی اسی میں شامل کر لیا جائے۔ لیکن امسال میں نے دیکھا کہ خدا کے فضل سے اتنی زیادہ ترقیات کے پہلو جماعت کے سامنے لانے پڑتے ہیں یعنی لائے جاسکتے ہیں اور لانے چاہئیں کہ مالی قربانی کے ذکر کے لئے وہاں کوئی گنجائش ہی نہیں تھی اس کے علاوہ بہت سے ایسے پہلو تھے جو رہ گئے۔ تو آئندہ سے انشاءاللہ پھر پرانے طریق کو بحال کیا جائے گا اور ہر سال کے جوڑ پر یا اگلے مالی سال کے شروع خطبے میں یا اسی سال کے آخر پر انشاءاللہ مالی قربانی کے پہلو کی طرف توجہ دلائی جائے گی۔

جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں چونکہ یہ مالی قربانی کے مختلف پہلوؤں پر حیرت انگیز طریق پر تفصیلی روشنی ڈال رہی ہیں اس لئے ان کا ذکر کچھ لمبا چلے گا اور اس کے علاوہ بھی کچھ آیات ہیں جو ممد کے طور پر ان کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے میں نے انتخاب کی ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ پہلے میں یہ اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھ دوں ورنہ پھر ان کے لئے کوئی وقت نہیں بچے گا اور آیات کا مضمون تو پھر اگلے خطبے پر بھی منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس ترتیب کو بدلتے ہوئے جو پہلے دستور کی تھی پہلے آیات کی تشریح کی جاتی تھی بعد میں کوائف پیش کئے جاتے تھے، آج میں کوائف سے بات شروع کرتا ہوں۔

دو سال پہلے 1992ء، 1993ء کے اختتام پر میں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ہم جلد از جلد کروڑوں سے اربوں میں داخل ہو جائیں اور یہ خواہش ہے جو بہت پہلے سے چلی آرہی ہے۔ اور اس کی وجہ خلافت کے منصب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اس سے پہلے کا ایک استنباط تھا جس سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے غور کیا جماعت کے ابتلاؤں پر اور ہر ابتلاء کے بعد خدا کے فضلوں کے نزول پر تو قطعی طور پر یہ بات روشن ہوئی کہ ایک ابتلاء کے بعد دوسرے ابتلاء تک اگر پہلے ہزاروں کی قربانی ہوتی تھی تو لاکھوں میں ہو چکی تھی۔ پھر اس اگلے ابتلاء کے وقت اگر لاکھوں کی تھی تو پھر کروڑوں میں تبدیل ہو گئی تھی۔ پس اس دور میں اب ہمیں اربوں کا انتظار کرنا چاہئے اور بڑی تیزی سے جماعت اربوں کی طرف بڑھ رہی ہے اور 93ء-92ء میں پہلی دفعہ پچاس کروڑ یعنی نصف ارب تک خدا کے فضل سے چندے کی مقدار پہنچ گئی تھی۔ تو جس رفتار سے بڑھ رہا تھا میں نے کہا اب دو چار

قدم کی بات ہے ساری جماعت اگر کوشش کرے اور ذمہ داری ادا کرے اپنی بھی اور دوسروں کی بھی، یعنی ذمہ داری ادا کرنے سے میری مراد یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو ابھی مالی قربانی کی اہمیت کی سمجھ نہیں آئی اور بہت سے ایسے ہیں جن کو خدا تعالیٰ کے فضل سے نئے وسائل عطا کئے جاتے ہیں، جن کا رزق پہلے الگ نہیں تھا، ماں باپ پر ہی انحصار تھا لیکن ان کو رزق کے نئے وسائل عطا کئے گئے اور بسا اوقات ماں باپ کی یا عزیزوں کی اس طرف نظر ہی نہیں ہوتی، وہ سمجھتے ہیں کہ اس بچے کی ابھی تازہ تازہ کمائی ہے اس پر کیا مالی بوجھ ڈالنے ہیں۔ اگر ان سب امور پر نظر رکھیں اور یہ بھی خیال کریں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ بہت سے ابھی ایسے نومبائعین ہیں جن میں استطاعت ہے مگر ان کو ابھی توجہ نہیں دلائی گئی، بہت سے ایسے مبائعین ہیں جو لکھو کھہا ہیں، جن میں کچھ نہ کچھ دینے کی ضرور استطاعت ہے اور قطرہ قطرہ بھی دیں تو ایک مالی قربانیوں کا دریا بن سکتا ہے۔ تو یہ تمام ایسے خلا ہیں جن پر اگر جماعت توجہ دے تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آئندہ ایک دو سال کے اندر یہ اربوں کے دائرے میں داخل ہونا بالکل ناممکن نہیں ہے۔

اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ امسال اللہ کے فضل سے جماعت نے 77 کروڑ 58 لاکھ 28 ہزار روپے کی قربانی پیش کی ہے۔ روپے میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کسی ایک کرنسی میں ہمیں بہرحال ذکر کرنا ہے۔ یعنی یہ تو نہیں ہوسکتا کہ دنیا بھر کی کرنسیوں میں بیان کروں اور پھر آپ موازنہ بھی کرسکیں۔ کچھ سمجھ نہیں آئے گی آپ کو کہ کیا ہو رہا ہے۔ بعض Currencies کی اتنی قیمت گری ہوئی ہے کہ وہاں پہلے ہی اربوں سے تجاوز ہو چکا ہے مثلاً انڈونیشیا میں جماعت کا کئی ارب روپے ہے چندے کا، تو آپ کہیں کہ الحمدللہ ارب تک پہنچ گئے لیکن ہم جب بات کرتے ہیں تو پاکستان کی تاریخ اور ہندوستان کی تاریخ کے حوالے سے کرتے ہیں۔ اس تاریخ کے حوالے سے ہم بات کرتے ہیں جہاں آنوں سے بات شروع ہوئی تھی، پیسوں سے بات شروع ہوئی تھی۔ اس تاریخ کے حوالے سے بات کرتے ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو، دو آنے، چار، چار آنے کا شکریہ ادا کیا ہے، کتابوں میں ذکر کیا ہے، اللہ تمہیں جزا دے تم نے یہ قربانی دی۔ پس اس حوالے سے جب بات کرتے ہیں تو اسی کرنسی کے اعداد و شمار پیش کرنے پڑیں گے تاکہ آغاز ہی سے ہم موازنہ کر سکیں۔ اب تو اللہ کے فضل سے بہت بات آگے بڑھ چکی ہے۔ حیرت انگیز طور پر جماعت کو اللہ تعالیٰ

نے قلبی فراخی عطا فرمائی ہے اور پھر مالی فراخی بھی اس کے نتیجے میں بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ 77,58,28,000 روپے تک اب گزشتہ دو سال میں آپ پہنچ گئے ہیں۔ یعنی دو قدم اٹھائے ہیں ابھی، تو اب ایک ارب تک پہنچنے میں دو تین قدم ہی باقی ہیں اور اگر کوئی چھلانگ لگا دے تو پھر اور بات ہے، اچھی بات ہے، وہ بھی ہو سکتا ہے۔

اب میں مختصر آپ کو بتاتا ہوں کہ جماعتوں کے لحاظ سے کیا انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ کیا ترتیبیں یا اوّلیت کے لحاظ سے ترتیب کس حد تک بدل رہی ہے۔ ایک دو سال پہلے کی بات ہے، یہ غالباً گزشتہ سال کی بات ہی ہے کہ میں نے جماعت پاکستان کو کہا تھا کہ آج پہلی دفعہ میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ جرمنی کی جماعت اب دنیا کی سب جماعتوں سے مالی قربانی میں آگے بڑھ گئی ہے اور آپ کو میں متنبہ کر رہا ہوں کہ ذاتی طور پر میرا دل یہی چاہتا ہے کہ پاکستان اس اعزاز کو ہمیشہ برقرار رکھے۔ اگرچہ بہت ہی نامساعد حالات میں، مخالفانہ حالات میں جماعت خدا کے فضل سے قربانی کر کے، کبھی ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ پچھلے سال سے پیچھے ہٹ گئی ہو بلکہ ہمیشہ توقعات سے آگے بڑھتی ہے۔ مگر جرمنی کی جماعت کا خمیر بھی دراصل ہندو پاکستان کی مٹی سے اٹھا ہوا ہے اور وہ لوگ نئی جگہ آ کر جس طرح بعض دفعہ ایک درخت کی پنیری کو تبدیل کر کے دوسری جگہ پہنچایا جائے تو زیادہ تیزی سے نشوونما دکھاتا ہے۔ پاکستان کی اس مٹی میں جس میں یہ لوگ کھاری زمین کے پودے دکھائی دیا کرتے تھے اور بھاری تعداد ایسی ہی تھی جیسے کلر شور کی اگنے والی بوٹیاں، خشک پھل، خاص پھل نہیں دیتیں۔ ایسے مہاجرین کی تعداد ہے جن کا وہاں جماعتی قربانیوں میں عملاً کچھ بھی حصہ نہیں تھا اور یہ بھاری تعداد میں ہیں اور بعض دفعہ دینی خدمات میں بھی بہت پیچھے تھے۔ مگر جب خدا کی تقدیر نے ہجرت کے مضمون کے ساتھ تعلق باندھ دیا، ہجرت کا مضمون یہ ہے کہ جب خدا کے نام پر تم ایک جگہ سے ہجرت کر کے دوسری جگہ جاؤ گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ فراخی عطا کریں گے، ہر پہلو سے تمہیں برکت دیں گے۔ تو یہ کوئی ان کی خوبیاں نہیں ہیں، جس قسم کے بوٹے وہاں تھے وہ ہم نے دیکھے ہوئے ہیں، کلر شور کے اندر جو بوٹیاں اگتی ہیں بہت سے ان میں ایسے تھے، بھاری تعداد، جو ویسے ہی تھے۔ نہ تہذیب، نہ تمدن، نہ نظام جماعت کا احترام، نہ خدمت کا سلیقہ، مالی قربانی بھی تھی تو نام کی تھی۔ کچھ ایسے بھی خاندان تھے جو خدا کے فضل سے اچھے تھے ان کو میں مستثنیٰ کر رہا ہوں لیکن یہاں آ کے کایا

پلٹ گئی۔ ایسی کایا پلٹی کہ اپنے پہلوں کو بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ تعداد میں ان سے بہت کم لیکن ملکی اقتصادی حالات سے استفادہ کرتے ہوئے تھوڑی تعداد زیادہ کمانے لگی مگر ایسا کمانے لگی کہ دل بھی ساتھ بڑھے اور دل چھوٹے نہیں ہوئے۔

پس اس پہلو سے جرمنی کی جماعت کو جو اعزاز اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس کا ذکر ضروری ہے تا کہ اہل پاکستان کو پھر اور بھی جوش آئے۔ ابھی کھانے پر صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ سے بات ہو رہی تھی تو انہوں نے بے چینی کا اظہار کیا، پہلے بھی کیا تھا اور کہا کہ پھر آپ کیا دعا دیں، ان کو تو نہیں صرف دعا میں یاد رکھیں گے۔ میں نے کہا نہیں میں آپ کو بھی دعا میں یاد رکھوں گا مگر مقابلہ تو میں نے کرانا ہی کرانا ہے۔ آپ کو بھی کہوں گا آگے بڑھو اور ان کو بھی کہوں گا آگے بڑھیں۔ اس وقت وہ آپ کو اتنا پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ بظاہر اب آپ کا آگے جانا مشکل نظر آ رہا ہے۔ اس سے زیادہ میں موازنے کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا اور میں توقع رکھتا ہوں کہ جماعت پاکستان ان پہلوؤں سے جائزہ لے گی جو میں نے بیان کئے ہیں کہ بہت سے ایسے نومبائعین ہیں جن کو استطاعت ہے، وہ چندے میں شامل ہوئے ہیں یا نہیں۔ بہت سے ایسے مخلصین ہیں جو دستور کے مطابق چندہ دے رہے ہیں لیکن کبھی جائزہ نہیں لیا کہ جتنی خدا نے ان کو مالی فراخی عطا کی ہے اس کے مطابق چندہ بھی بڑھا ہے کہ نہیں۔ بہت سے نئے روزگار پانے والے ہیں۔ بہت سی جماعتوں میں نادہند بھی چلے آ رہے ہیں اور دیہات میں اکثر ایسا دکھائی دیتا ہے۔ پھر بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے شرح سے کم دینے کے بہانے جوڑ رکھے ہیں اور اپنے خیال میں وہ سمجھتے ہیں ٹھیک ہے۔ تاجر ہیں، وہ کہتے ہیں اگر ہم نے اس تجارت پر چندہ دیا تو انکم ٹیکس ہم اور حساب سے دے رہے ہیں چندہ اور حساب سے دیا تو پکڑے جائیں گے۔ پھر وہ سوچتے ہیں کہ ہم نے جو عذر تراش رکھے ہیں انکم ٹیکس میں اس میں تو قانون ہمیں کچھ سہولتیں دیتا ہے اور جماعت کے سامنے جب رکھیں گے تو پھر وہ سہولتیں تو اس طرح نہیں مل سکتیں۔ اس لئے کھل کر بات کرنی پڑے گی اس لئے سچی بات کرنی ہے اگر تو ایسی سچی بات کیوں نہ کریں جس میں ہمارا کم سے کم نقصان ہو۔ یعنی مراد ان کی یہ ہوتی ہے کہ ایسی سچی بات کیوں نہ کریں جس میں کم سے کم فائدہ ہو۔ چنانچہ سچی بات یہ کرتے ہیں کہ اپنے گزارے کے لئے، اپنی تجارتوں میں سے جو روپیہ نکالتے ہیں کہتے ہیں یہ ہے ہماری آمد اور جو اللہ تعالیٰ وسیع منافع عطا

فرماتا ہے جو بعض دفعہ لاکھوں کروڑوں تک پہنچ جاتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ بزنس ہے، یہ بزنس میں واپس جارہا ہے۔تو جھوٹ بھی نہیں بولا اور نقصان بھی کرالیا اپنا۔یعنی ایسی سچی بات کہی جس سے اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی برکتوں سے محروم رہ گئے۔بعض ایسے مخلصین ہیں ان کے لئے بھی دقتیں ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ قانونی طور پر انکم ٹیکس کے مسائل کو حل کرنے میں ایسی سہولتیں موجود ہیں کہ ہر انسان کامل انصاف پر رہتے ہوئے انکم ٹیکس کے فارم بھر سکتا ہے۔ملکی سوچ اگر ٹیڑھی ہو چکی ہو اور توقع یہ ہو کہ جرائم کر رہے ہیں سارے، ہر ایک چوری کر رہا ہے تو پھر انکم ٹیکس والے، جب آپ حامی بھرتے ہیں تو اس پر مزید اضافہ کرتے ہیں اور اس کے خلاف اپیل بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ دستور ہی میں ہے۔تو احمدیوں کے لئے بڑے مصائب ہیں، کس طرح وہ حل کرتے ہیں۔ میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ نہ میں ان سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ معین کوائف بیان کر کے مجھ سے پوچھیں کیونکہ یہ بھی اسی دائرے سے تعلق رکھنے والی بات ہے لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدہ:102) ایسی باتوں کے متعلق معین سوال نہ کیا کرو کہ اگر تمہیں جواب دیئے جائیں تو پھر تمہیں تکلیف ہو، تمہارے لئے تکلیف کا موجب بن جائیں۔تو بددیانتی کی اجازت تو اسلام دیتا نہیں مگر حکمت کے ساتھ اپنی بقاء کی کوشش کرنا یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ پس ان کے درمیان تقویٰ سے کوئی ایسی راہ تراشیں جس سے آپ کا قدم حرام کی طرف نہ بڑھنے لگے بلکہ حلال ہی کی طرف مائل رہے۔ پھر اس کے بعد احتیاط کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اگر آپ جماعت کو چندہ دینا چاہیں تو اس کے سو (100) رستے نکل سکتے ہیں۔بعض وہاں ہمارے مخلصین ہیں جو انکم ٹیکس کا حساب وہاں دیتے ہیں، چندے کا حساب یہاں آ کے دیتے ہیں اور ان کو اس کا کوئی خطرہ نہیں۔ مجھے بتا دیتے ہیں کہ یہ میری مشکل تھی تو آج یہ پچاس لاکھ ہے، آج یہ فلاں اتنا روپیہ ہے، ایک کروڑ روپیہ تک بھی دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں یہ آپ لے لیں۔ یہاں سے پاکستان بھجوائیں یہاں رکھیں، جماعت کا روپیہ ہے جہاں چاہیں خرچ کریں۔لیکن ہمارا ضمیر اب ہمیں کچوکے نہیں لگائے گا، ہم نے خدا کا حق جیسا کہ اس نے چاہا تھا پورا کر دیا۔تو اگر نیت پاک ہو اور نیک ہو تو انسان دینے کے خود ہی رستے تلاش کر لیا کرتا ہے۔

پس اس پہلو سے میں پاکستان کی جماعت سے بھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ یہ نیت رکھیں کہ اللہ

نے جتنا ہم سے تقاضا کیا ہے اس تقاضے کی نچلی حد تک پورا نہ کریں بلکہ اس حد میں داخل ہو جائیں جو نوافل کی حد ہوتی ہے جس کے بعد صرف فرض پورا نہیں ہوتا بلکہ رضا جوئی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ کم سے کم جب آپ پورا کرتے ہیں تو یہ ایک فرض ہے۔ یہ یقین ہو جاتا ہے کہ آپ مجرم نہیں خدا کے حضور۔ اللہ نے آپ کو جو دیا جتنا کم سے کم چاہا آپ نے واپس کر دیا۔ بعد میں اس کی مرضی ہے جیسی چاہے جزا دے لیکن اگر آپ اس سے بڑھ کر دیں تو پھر یہ محبت کے سلسلے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو رضا اترتی ہے۔ وہ ایک غیر معمولی برکتیں لے کر آتی ہے، مال میں بھی برکت ڈالتی ہے، صحتوں میں بھی برکت ڈالتی ہے، خوشیوں میں برکت ڈالتی ہے، سارا انسانی نظام ہی صحت مند ہو جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے خدا سے وہ تعلق باندھیں جس میں آپ کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو اور اس نصیحت پر اگر آپ پاکستان میں آج بھی عمل شروع کر دیں اور اس نصیحت پر اگر جرمنی پورا عمل نہ کرے تو مجھے یقین ہے کہ آپ اگلے سال ان سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ مگر یہ جو دوسری شرط ہے یہ میں پوری نہیں کروانا چاہتا کہ اس نصیحت پر جرمنی عمل نہ کرے، وہ کیوں نہ کرے۔ اس لئے برابر کی دوڑ ہے اللہ فضل کرے۔ دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہئے بہر حال کہ جو اعزاز ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا وہ اعزاز ہمیشہ قائم رہے اور کیسے بھی حالات بدلیں ساری دنیا میں، وہ جماعتیں جن کا سرزمینِ ہندوستان سے تعلق ہے، مالی قربانی میں کسی دوسرے سے پیچھے نہ رہیں۔

اب جو میں فہرست بتا رہا ہوں تفصیل نہیں میں بیان کر سکتا لیکن اول جرمنی ہے اور دوسرے نمبر پر پاکستان، تیسرے نمبر پر امریکہ۔ امریکہ خدا کے فضل سے بہت پیچھے سے آیا ہے اور بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ برطانیہ چوتھے نمبر پر ہے اور کینیڈا پانچویں نمبر پر لیکن بہت پیچھے رہ گیا ہے امریکہ سے۔ انڈونیشیا چھٹے نمبر پر۔ انڈونیشیا نے بہت ترقی کی ہے ان کے اربوں روپوں کو اگر ہم پاؤنڈوں میں بھی تبدیل کر دیں تب بھی خدا کے فضل سے ان کی چھٹی پوزیشن ہے اللہ کے فضل سے برقرار رہتی ہے اور جو پہلے کہیں بہت پیچھے شمار ہوا کرتا تھا اب بہت آگے بڑھ گیا ہے۔ ہندوستان نے بہت ترقی کی ہے پچھلے دور میں ایک دو چار سال کے اندر اور ساتویں پوزیشن پر آ گیا ہے۔ ماریشس تعداد میں تھوڑا ہونے کے باوجود مالی قربانی میں بہت آگے ہے اور جاپان فی کس مالی قربانی کے لحاظ سے آج بھی دنیا میں سب سے آگے ہے کیونکہ یہ اس کا نواں نمبر ہے حالانکہ ماریشس، انڈیا، انڈونیشیا

کے مقابل پر ان کی تعداد کچھ بھی نہیں، بہت ہی معدودے چند لوگ ہیں۔ ناروے اللہ کے فضل سے بہت ترقی کر رہا ہے ہر پہلو سے مالی قربانی میں بھی اس دفعہ اس کا نمبر دسویں نمبر پر ہے اور سوئٹزرلینڈ اگر چہ تحریک جدید کے چندے میں سب دنیا میں آگے ہے فی کس کے لحاظ سے لیکن اس قربانی میں ناروے سے بھی پیچھے ہے، جاپان سے بھی اور جاپان سے پیچھے رہنے کی کوئی حکمت سمجھ نہیں آ رہی کیونکہ تعداد میں جاپان سے بہت زیادہ ہیں اور وہ جو آمدن کے وہاں ذرائع ہیں وہ جاپان سے کم نہیں ہیں۔

اب نسبتی پہلوؤں سے بات کرتے ہیں تو گزشتہ تین سالوں میں نمایاں ترقی کرنے والی جو جماعتیں ہیں ان میں بیلجیئم خدا کے فضل سے قابل ذکر ہے۔ چھوٹی سی جماعت تھی جس نے دیکھتے دیکھتے تبلیغ کے ذریعے بھی نشو ونما پائی اور چندوں کے ذریعے بھی بہت پہلے سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اگر تدریجی ترقی تین سالوں میں دیکھی جائے تو اس وقت سب سے زیادہ بیلجیئم سب سے اول نمبر ہے۔ فرانس کا دوسرا نمبر ہے۔ سنگاپور تیسرا نمبر۔ نئے آنے والے ممالک میں تھائی لینڈ ماشاء اللہ آگے آ گیا ہے۔ پھر گوئٹے مالا نے بھی مالی پہلوؤں سے ترقی کی ہے۔ بالکل نئی جماعت ہے لیکن خدا کے فضل سے وہاں کے مربی بڑی متوازن تربیت کر رہے ہیں اور مجھے توقع نہیں تھی گوئٹے مالا پانچویں نمبر پر پہنچ جائے گا مگر پہنچ گیا ہے۔ سیرالیون کا چھٹا نمبر ہے اور یہ اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ بہت ہی مالی حالت خراب ہے اس ملک کی۔ یعنی فاقہ کشی ہے اکثر جگہوں میں اور بسا اوقات عالمی مدد سے زکوۃ بھیج کر بعض غریبوں کو روٹی کھلانی پڑتی ہے۔ پھر بھی جو کچھ بھی ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے چھٹے نمبر پر سیرالیون کا آنا ایک بہت ہی قابل قدر بات ہے اور دعاؤں کا محتاج ہے۔ سورینام ساتویں نمبر پر ہے۔ باقی تفاصیل پڑھنے کا وقت نہیں ہے، میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔

مختصراً صرف اتنا ہی کہوں گا کہ مالی قربانی کا جماعت کو جو اعزاز بخشا گیا ہے اس کی کوئی نظیر تمام عالم میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ کوئی مثال ہے ہی نہیں۔ جس رنگ میں جماعت مالی قربانی پیش کر رہی ہے اور کرتی چلی جا رہی ہے اور جس رنگ میں ہمیشہ قدم آگے بڑھا رہی ہے اور جس دیانتداری سے اس نظام کی حفاظت کر رہی ہے، یہ تمام پہلو ایسے ہیں جو تمام دنیا کے لئے چیلنج ہیں۔ بعض بڑے بڑے ممالک کی بڑی شخصیتوں سے بھی اس موضوع پر کئی دفعہ بات ہوئی ہے جب وہ تعجب سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو اتنے پیسے کہاں سے مل گئے۔ جب ان کو بتایا جاتا ہے کہ نظام کیا ہے تو

ششدر رہ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں ناممکن ہے کہ دنیا کی کسی ترقی یافتہ قوم میں بھی اس دیانت داری کے ساتھ،اس اخلاص کے ساتھ،اس نظم وضبط کے ساتھ مالی قربانی کے نظام کی حفاظت کی جائے اور اسے آگے بڑھایا جائے۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کی کسی جماعت کو نصیب نہ ہوا نہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس کے لئے ایمان کی ضرورت ہے اور تمام مالی قربانیوں کے تقاضوں کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ باندھا ہے،ایمان کو پہلے رکھا ہے اور مالی قربانی کو بعد میں۔

پس حقیقت میں مالی قربانی ایمان ہی سے پیدا ہوتی ہے اور اس میں ان لوگوں کا بھی جواب ہے جو سمجھتے ہیں کہ مالی قربانی پر بے وجہ زور دیا جا رہا ہے۔ مالی قربانی تو درحقیقت ایمان کا پیمانہ ہے اور تمام دنیا میں جماعتی ایمان جو ترقی کر رہا ہے اسی کا فیض ہے کہ مال ترقی کر رہے ہیں۔ ورنہ ایمان ترقی نہ کرے تو کوئی سر پھرا ہے جو اپنی جیب سے پیسے نکال کر خواہ مخواہ کسی غرض کے لئے پیش کر دے۔ لوگ تو دوسروں کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہیں کہ کسی طرح ان کے پیسے نکل کر ہماری جیبوں میں آئیں۔ یہ جماعت ہے جو اپنی جیبوں سے پیسے نکال کر دوسروں کی جیبیں بھر رہی ہے یعنی خدا کے ان کارندوں کے سپرد کرتی ہے جو ان سے مانگنے کے لئے آتے ہیں۔ پس یہ ایک بے مثل اعزاز ہے۔ اللہ اس اعزاز کو ہمیشہ قائم رکھے۔ یہ تبھی قائم رہے گا اگر ہم اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور خدا ہمارے ایمان کو پہلے سے ہمیشہ آگے بڑھاتا رہے۔

اب میں ان آیات کی کچھ تفسیر کرتا ہوں جو میں نے پڑھی تھیں لیکن اس سے پہلے ایک اعلان بھول گیا تھا۔ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا اس وقت تیرھواں جلسہ سالانہ شروع ہے جو تین دن جاری رہ کر 13 /اگست کو اختتام پذیر ہوگا۔ یہ براہ راست اس وقت میرا خطبہ سن رہے ہیں۔ اس لئے ہمارے عالمگیر اجتماع میں آپ شامل ہیں اور ہماری دعاؤں میں بھی شامل رہیں گے انشاء اللہ۔ اللہ آپ کو بہت برکت دے اور بہت بڑھائے۔ تبلیغ کے لحاظ سے کافی کمزوری ہے اس جماعت میں۔ اللہ رحم کرے۔ دوسرا U.S.A کی خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے جو آج 11 /اگست سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ بھی تین دن جاری رہے گا اور 13 /اگست کو بروز اتوار اختتام پذیر ہوگا غالباً جمعہ کی نشریات بھی براہ راست ہوتی ہیں وہاں،لیکن سارے صبح سن نہیں سکتے اتنی جلدی۔ اس لئے پھر دوبارہ اس وقت بھی دکھائی جاتی ہے جب ہماری U.S.A اور کینیڈا کی ٹیلی ویژن شروع ہوتی ہے یعنی تین

گھنٹے کے لئے شام کو، اس وقت یہ خطبہ پھر سنایا جائے گا۔تو کچھ لوگ تو ابھی سن رہے ہوں گے کچھ انشاءاللہ اس وقت شامل ہو جائیں گے۔

وہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی تھی ، پہلی آیت ہے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ عَلَيْكَ سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔یعنی نام محمدؐ لیا تو نہیں مگر ظاہر فرما دیا گیا کہ تو اے محمدؐ اُن کو ہدایت نہیں دے سکتا۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ لیکن اللہ ہی ہے جو جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔پس ہم جو دنیا کو ہدایت دینے کے لئے نکلے ہیں یاد رکھیں کہ جب تک اللہ کا فضل ساتھ نہ ہو، اللہ کی تقدیر ہمارے ساتھ نہ چلے کہ ہم نے ہدایت دینی ہے اس وقت تک ہم کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے۔آنحضرت ﷺ کی ہدایت کی صلاحیتیں اللہ کے اذن کے ساتھ وابستہ تھیں اور چونکہ آپؐ کا ارادہ اللہ کے ارادے میں مدغم ہو گیا تھا اس لئے بظاہر آپؐ ہدایت دے رہے تھے مگر اللہ ہی ہدایت دے رہا تھا۔اس مضمون کو کھولا گیا ہے کہ لوگ کہیں ایک شرک خفی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام تر عظمتیں اللہ کی ذات کے ساتھ ہم آہنگ ہونے میں تھیں اور اسی میں رہیں گی اور چونکہ آپؐ نے کلیۃً اپنے وجود کو خدا کے تابع فرما لیا یہاں تک کہ آپؐ کی آواز خدا کی آواز کہلائی اس لئے آپؐ ہدایت دیتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔مگر دراصل یہ امر یقینی ہے کہ کسی کو کسی کے دل میں کوئی اختیار نہیں۔اگر یہ اختیار ہوتا تو ابوجہل کو کیوں محمد رسول اللہ ﷺ نے ہدایت نہ دے دی۔وہ دو جن کی تمنا تھی کہ وہ ہدایت پا جائیں ان میں ابوجہل بھی تو تھا۔تو یہ بتا رہا ہے کہ کسی پاک رسول کی پاک توجہ ہی کافی نہیں جب تک خدا تعالیٰ کا فیصلہ شامل نہ ہو جائے اور اس بیان میں نعوذ باللہ من ذالک، رسول اللہ ﷺ کی تخفیف ہرگز مراد نہیں بلکہ ہمارے لئے گہرا سبق ہے۔وہ سبق یہ ہے کہ اگر ہدایت میں بندوں کے سپرد کر دیتا کہ اپنی مرضی سے دیں تو بعض ایسے جھوٹے بھی ہدایت پا جاتے جو اس لائق ہی نہیں ہیں کہ وہ ہدایت پائیں۔وہ بدبخت لوگ جن کے متعلق خدا یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ یہ ضرور سزا پائیں گے۔اگر بندوں کی خواہش ہوتی تو محمد رسول اللہ ﷺ تو ابوجہل کو بھی ہدایت دینا چاہتے تھے۔پھر تو ہر شخص ہی ہدایت پا جاتا اور اندرونے کا ہمیں کچھ علم نہیں، انسان اس لحاظ سے بالکل محدود دائرۂ علم رکھتا ہے۔وہ جو دیکھ رہا ہے اس کا بھی پورا علم نہیں رکھتا، جو زائد نہیں دیکھ رہا اس کا اس کو کیا پتا؟ تو ہدایت پانے سے یہاں مراد ہے دین میں شامل ہونا۔

ان لوگوں کو بھی دین میں شامل کرلیا جاتا جو دین کے لئے نقصان دہ ہیں۔ گندے لوگ بھی ہماری خواہشوں کے مطابق دین میں شامل ہو جاتے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہدایت دینا میرا کام ہے۔

دوسرا اس کا پہلو یہ ہے کہ ہدایت گہرائی تک دینا انسان کے بس کی بات نہیں ہے اور یہ پہلو ایک اور لحاظ سے ہمارے سامنے ابھرتا ہے۔ کئی لوگ جو بظاہر ہدایت پا گئے اور رسول اللہ ﷺ کے حضور آ کر اقرار کیا کہ تو خدا کا رسولؐ ہے ہم قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسولؐ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو خدا کا رسولؐ ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ تو دائرہ اسلام میں آنے کے باوجود بھی ہدایت نہ پا سکے۔ اس لئے صرف دائرے میں داخل ہونا ہدایت کا نام نہیں ہے۔ ہدایت گہرا عمل ہے اور اس میں بھی جس کو خدا نے چاہا ہدایت ملی۔ محض قرب محمد رسول اللہ ﷺ ان منافقوں کی ہدایت کا موجب نہ بن سکا بلکہ بعضوں کے امراض بڑھتے رہے اور یہ ایک طبعی بات ہے۔ جب کسی محسن کی ناقدری کی جائے تو گناہ بڑھ جاتا ہے، نہ کہ انسان ہدایت کے لائق ٹھہرتا ہے۔ پس ایسی صورت میں ہادی کے قریب تر ہونا اور اس کا انکار کرنا ہدایت پانے کے برعکس مضمون پیدا کرتا ہے۔ جتنا بڑا ہادی، جتنا زیادہ اس کا قرب نصیب ہوا گر دل بد بخت ہے تو پہلے سے زیادہ بد بخت ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! ہدایت دینا تیرا کام نہیں ہے، ہمارا کام ہے۔ تمنا تیری یہی ہے کہ ساری دنیا کو ہدایت دے دے لیکن اللہ کے بس کی بات ہے اس لئے تو اپنی اس خواہش کو پورا نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد فرما رہا ہے وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ اور جو بھی تم مال خرچ کرو تو خود اپنی ہی خاطر کرو گے۔ اب یہ نہیں فرمایا وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ کہ جو کچھ بھی تم مال سے خرچ کرتے ہو اپنی ہی خاطر کرتے ہو یا اپنے نفس کی بھلائی کے لئے کرتے ہو کیونکہ بہت سے انسان ایسے مال خرچ کرتے ہیں جو ان کے لئے نقصان دہ ہیں۔ ان کا دین بھی تباہ کر دیتے ہیں ان کی دنیا بھی تباہ کر دیتے ہیں۔ کروڑھا آدمی ہیں جو ڈرگ پر خرچ کر رہا ہے اس لئے قرآن کریم یہ فرما ہی نہیں رہا کہ جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو اپنی بھلائی کے لئے کرتے ہو۔ فرماتا ہے وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ جو کچھ تم مال خرچ کرو پس وہ تمہارے لئے ہوگا بشرطیکہ اگلی جو آیت ہے اس کو عموماً ترجمہ کرنے والے ان معنوں میں پیش کرتے ہوں جن معنوں میں

میں کر رہا ہوں کیونکہ میرے نزدیک یہی معنی درست ہے اس کے بغیر اس آیت کا ربط نہیں بنتا۔ بشرطیکہ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ یا یوں کہنا چاہئے وجہ اس کی یہ ہے کہ تم جو کرو گے یعنی اے مومنو! تم جو مال خرچ کرو گے وہ ضرور تمہارے فائدے کا ہوگا وجہ یہ ہے کہ تم اللہ کی رضا کے بغیر خرچ ہی نہیں کرتے۔ تو جب تم ہر خرچ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر کرتے ہو تو لازم ہے کہ وہ مال جس طرح بھی خرچ ہو وہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور تمہارے فائدے میں ہوگا۔

اسی مضمون میں آنحضرت ﷺ کی وہ حدیث ہے جس میں بیوی کو لقمہ کھلانے کا ذکر ہے وہ میں آئندہ پڑھ کے سناؤں گا۔ ترجمہ کہ اے مومنو! تم جو بھی مال خرچ کرو تمہارے ہی فائدے میں ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ کیونکہ تم خرچ ہی نہیں کرتے مگر اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر، اس کی محبت جیتنے کی خاطر۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ پس اس شرط کے ساتھ جو بھی تم خرچ کرو يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وہ بھی تمہیں واپس لوٹا دیا جائے گا۔ بہت ہی لطیف انداز ہے۔ پہلے یہ بات بیان نہیں کی کہ تمہیں واپس لوٹا دیا جائے گا۔ فرمایا جو کچھ تم خرچ کرو گے رضاء باری تعالیٰ کی خاطر، وہ تمہاری بھلائی میں ہی ہے، یقین رکھو۔ تم اس لئے نہیں کرتے کہ تمہیں واپس لوٹایا جائے۔ اس وجہ سے واپس لوٹانے کے حصے کو وہاں سے توڑ کر الگ بیان کیا ہے۔ ایک مزید فائدے کے طور پر بیان کیا ہے کہ اگر تم رضائے باری تعالیٰ کی وجہ سے خرچ کرتے ہو تو پھر اس نیت کو تو داخل کر ہی نہیں سکتے کہ ہمیں واپس مل جائے گا، چلو خرچ کرتے ہیں۔ فرمایا رضا تو تمہیں ملے گی اور تمہارے نفس کے لئے بھلائی ہے لیکن ہم تمہیں ضمناً یہ بھی بتاتے ہیں کہ خدا کسی کا مال رکھا نہیں کرتا۔ وہ واپس کرتا ہے اور بڑھا کر عطا کرتا ہے۔ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ تمہارے لئے، تمہیں بھرپور طور پر واپس کیا جائے گا وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ اور تم ظلم نہیں کئے جاؤ گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنے پائی کا حساب کر کے جتنا دیا گیا تھا خدا اتنا واپس کرے گا۔ یہ قرآنی محاورہ ہے لَا تُظْلَمُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ اتنا دے گا کہ ظلم کا تصور بھی قائم نہیں ہو سکتا۔ خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتا کہ ظلم ہوا ہے۔ اس کثرت سے دے گا اور یہ اصل جزا نہیں ہے۔ اصل جزا یہ ہے کہ جب تم رضاء باری تعالیٰ کی خاطر خرچ کرو گے تو تمہارے لئے بھلائی ہی بھلائی پیدا ہو جائے گی، ہر پہلو سے تمہیں برکتیں ملیں گی۔ جمع جھونگے میں، مال بھی واپس لوٹا دیا جائے گا۔

یہ ویسی ہی بات ہے جیسے حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے جب اپنے بھائیوں کو رزق

دیا اوران کے اونٹ بھر کر واپس بھیجے تو ملازموں سے کہا کہ ان کی متاع بھی ساتھ واپس کردو۔ اللہ کے نبی بھی اللہ ہی سے رنگ پاتے ہیں۔ انہوں نے جب پہلے رزق دیکھا اپنے باپ کو خوشخبریاں دیں۔ بہت خوش تھے کہ بہت ہم رزق لے کے آئے ہیں۔ جب کھولا تو پھر دوڑے دوڑے گئے کتنی خوش خبری کی بات ہے اے ہمارے باپ یہ تو ہمارے پیسے بھی واپس کر دیئے۔ تو جس طرح وہاں بعد میں ہوا تھا وہی مضمون یہ آیت پیش کررہی ہے کہ تمہاری بھلائی تو ہے ہی، تمہیں سب کچھ مل جائے گا جو چاہتے ہو۔ پھر جب کھولو گے اپنی پوٹلیاں تو پتا چلے گا کہ جو دیا تھا وہ بھی واپس ہو جائے گا۔ مگر یوسف تو ایک انسان تھا اس نے تو اتنا ہی دیا جتنا بھائیوں نے دیا تھا مگر اللہ جو پوٹلیوں میں واپس ڈالے گا وہ سنبھالا بھی نہیں جائے گا اس کثرت کے ساتھ وہ عطا کرتا ہے۔

پھر فرماتا ہے لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خرچ جو کرتے ہو اللہ کی رضاء کی خاطر اس میں صرف یہ نہیں کہ ہم اپنے بچوں کو دے رہے ہیں، اللہ کی رضاء کی خاطر بچوں ہی کو دیئے جاؤ۔ یہ بھی ایک طریق ہوتا ہے کہ اللہ جو کہتا ہے کہ بچوں کی خدمت کرو، بیویوں کا خیال رکھو۔ چلو بیوی بچوں کو دیئے چلے جاؤ۔ اللہ فرماتا ہے کہ جو خدا کی رضا کی خاطر دیتے ہو تو اپنے حقوق قربان کر کے ان کو زیادہ دیتے ہو، جن کا براہ راست تم پر حق نہیں ہے مگر وہ اللہ کی خاطر غریب بنائے گئے۔ اس لئے ان کا ذکر الگ فرما دیا ہے۔ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ یہاں واؤ بھی داخل نہیں فرمائی کہ اور فقراء کے لئے۔ فرمایا اول طور پر جب وہ خدا کی رضا چاہتے ہیں تو خدا کی خاطر ضرورت مند ہو جانے والوں پر وہ خرچ کرتے ہیں۔

ایک تو فقراء پر خرچ کرنے کا مضمون ہے جو قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر کثرت سے بیان ہوا ہے۔ یہاں وہ مضمون نہیں ہے۔ یہاں ایسے فقراء کا ذکر ہے جو اللہ کی خاطر فقیر ہو گئے اور ان کو کچھ دینا صدقہ نہیں ہے بلکہ ایک سعادت ہے اور طرح کی۔ ایک تو خرچ ہے جس میں انسان صدقے بھی دیتا ہے اور بظاہر ایک عطا کا پہلو بھی رکھتا ہے۔ فرمایا ان کو جو تم رضا کی خاطر دو گے تو سب سے پہلے ان کا حق ہو گا جو اللہ کی خاطر خود فقیر ہو گئے۔ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ اللہ کے رستے میں گھیرے میں آ گئے۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو ایک جگہ اس طرح محصور کر دیئے گئے کہ وہاں سے نکل کر وہ آزادی کے ساتھ دنیا میں کمائیاں کر ہی نہیں سکتے۔ ان میں سے وہ بھی ہیں مثلاً پاکستان

میں جن کے نکلنے کی تمنا ہے، وہاں کے حالات سے بے زار ہیں لیکن حالات نے ان کو جکڑ رکھا ہے وہ نکل نہیں سکتے لیکن یہاں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ طوعی طور پر خدا کی راہ میں خود اپنے پاؤں میں بیڑیاں ڈالے بیٹھے تھے۔ یعنی وہ اصحاب الصفہ جن میں کمانے کی صلاحیتیں موجود تھیں محض اس لئے کہ اللہ کے رسولؐ کی باتیں سنیں، دین کی خدمت کریں وہ مسجد کے ہو رہے تھے اور مسجد کے تھڑوں پر بیٹھ کر انہوں نے باقی زندگی بسر کی۔

تو فرمایا جن کو خدا کی رضا کی چاہت ہے وہ خدا کی خاطر ان لوگوں پر خرچ کرتے ہیں جن کو استطاعت تو تھی کہ ان کی طرح باہر نکل کر دنیا کمائیں لیکن طاقت کے باوجود نہیں کمائی۔ یعنی محض بے چارگی کا نام غربت نہیں ہے وہاں بلکہ چارے کے باوجود جو خدا کی خاطر غریب ہوئے اگر ان کو دو گے تو سب سے زیادہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔ پس مومنوں میں اہل مدینہ میں، انصار میں کثرت سے یہ رواج تھا کہ تحائف لے کر ان غریبوں کے پاس پہنچتے تھے اور رات کو بھی چھپ کر آتے تھے، دن کو بھی دیتے تھے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جو بھی تحائف پہنچتے تھے آپؐ ان کا حصہ رکھتے تھے لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ اب یہ جو فقرہ ہے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں طاقت ہی نہیں باہر نکلنے کی مگر یہ آیت چونکہ وسیع مضمون سے تعلق رکھتی ہے یعنی اس آیت کا وسیع مضمون ہے۔ اس لئے یہ پہلو بھی درست ہے کچھ ایسے بھی تھے جو مکہ میں گھیرے گئے ان میں طاقت ہی نہیں تھی کہ باہر نکلیں۔ کچھ ایسے بھی تھے جو محبت الٰہی اور محبت رسولؐ میں ایسے جکڑے گئے تھے کہ ان میں طاقت نہیں تھی یعنی چاہتے بھی، مجبور بھی ہوتے، چاہتے تھے ہی نہیں، مجبور بھی ہو جاتے فاقہ کشی میں تب بھی نکل نہیں سکتے تھے۔

حضرت ابوھریرہؓ کی مثال ان میں سے ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ تم یہاں کے کیوں ہو رہے۔ تو انہوں نے کہا کہ دراصل میری بڑی عمر اسلام سے باہر کٹی بلکہ دشمنی میں بھی کٹی۔ اب تھوڑے سال رہ گئے ہیں کیسے ممکن ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے بغیر میں زندگی گزاروں۔ ناممکن ہے۔ اب تو ایک ایک لمحہ مجھے یہیں اس دروازے پر خرچ کرنا ہے۔ کیا پتا کس وقت محمد رسول اللہ ﷺ کا چاند ظاہر ہوتا ہے، آپ کا سورج نکلتا ہے ان دروازوں سے جو مسجد کے ساتھ ملحق تھے، مسجد

میں کھلتے تھے۔ یہ ان کے دل کی کیفیت تھی جو انہوں نے بیان کی اپنے لفظوں میں مگر میں ان کو اپنے لفظوں میں بیان کر رہا ہوں۔ ایسا عشق تھا۔ ایک لمحہ بھی رسول اللہ ﷺ کی رؤیت کا، آپ کی زیارت کا ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔ پھر یہ کہ باتیں مجھے سننے کا شوق ہے۔ لوگوں نے بچپن سے سنی ہوئی ہیں میرے پاس آخری چند سال ہیں تو میں وہ باتیں کیوں ضائع کروں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے سالوں میں برکت دی اور ان چار سالوں میں جتنی دیر بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے یعنی مسجد کے صحن میں اتنا ذخیرہ اکٹھا کیا رسول اللہ ﷺ کے کلام کا کہ کسی اور صحابی کو اتنی توفیق نہیں ملی کہ اس کثرت سے آنحضرت ﷺ کی روایتیں بیان کر سکیں اور پھر خدا نے لمبا عرصہ زندہ رکھا کہ وہ ساری باتیں بیان کر سکیں۔ تو یہ وہ لوگ ہیں جن میں طاقت نہیں ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے طاقت تھی باہر نکلتے تھے، جاتے تھے، جا سکتے تھے مگر ان کو محبت نے جکڑا ہوا تھا۔ یہ لوگ بھی اس میں مراد ہیں بلکہ میرے نزدیک اول طور پر مراد ہیں۔

يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِيَآءَ جاہل ان کو امیر سمجھتا ہے۔ اب ان غریبوں کو امیر کیسے سمجھا جا سکتا تھا۔ ان کی تو فلاکت ان کی غربت تو ظاہر و باہر تھی۔ اس لئے اغنیاء کا ترجمہ یہاں امیر کرنا درست نہیں ہے۔ اغنیاء سے مراد ہے ان کو حاجت نہیں ہوتی کسی چیز کی۔ یعنی اپنی حاجت کو اپنے چہرے پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ بعض بھوکے ہیں وہ اپنی بھوک کو ظاہر ہونے دیتے ہیں تا کہ کوئی دیکھے اور پہچانے۔ بعض غریب ہیں جو اپنے کپڑوں کے گندے رکھنے سے پھٹے پرانے رکھنے سے اپنی غربت کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ بعض غریب ہیں جو روزانہ دھو لیتے ہیں، سلائی سلیقے سے کرتے ہیں، سمٹ کر رہتے ہیں، کوشش کرتے ہیں کہ ہماری غربت کا حال ظاہر نہ ہو۔ پس اللہ کی خاطر غریب ہو جانے والے بندوں سے کچھ نہیں چاہتے تھے۔ اس وجہ سے سب دنیا کے بندوں نے یہ گواہی دی کہ اس کو تو ضرورت ہی کوئی نہیں، آرام سے بیٹھا ہوا ہے، ہنستا کھیلتا، روزمرہ کی زندگی گزار رہا ہے، اس کو کیا ضرورت ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ جاہل جو سمجھتے رہیں تو ان کی نشانیوں سے، ان کے چہروں کی علامتوں سے جانتا تھا کہ بھوکے ہیں۔ لَا يَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا کچھ انہوں نے لوگوں سے چمٹ کر مانگا نہیں کہ ہماری ضرورت پوری کرو۔ یہ عادت ہی ان کو نہیں تھی۔ یہ

ذکر کر کے فرماتا ہے پھر وہی بات وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ تم جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرو گے اس کی نظر میں ہوگا۔ اب یہاں نظر کی بات کی ہے پہلے نہیں کی تھی۔ پہلے بھی یہی مضمون دو دفعہ ذکر ہو چکا ہے لیکن وہاں خدا کی نظر کی بات نہیں کی۔ بات یہ ہے کہ جیسے لوگوں کا ذکر ہے ان لوگوں کی جو خدمت کرے گا وہ بہت ہی جاہل ہوگا اگر دکھا کر کرے۔ جو خدا کی خاطر چھپ گئے اور انہوں نے اپنی غربت کو دنیا سے چھپا لیا ان کو اگر کوئی اعلانیہ دے تو بڑا ہی جاہل ہوگا بلکہ اس میں ایک کمینگی کی علامت پائی جاتی ہے۔ وہ بتا رہا ہے کہ گویا نعوذ باللہ ہم تمہارے محسن ہیں اور جو انہوں نے چھپایا ہوا تھا اپنی غربت کو وہ دنیا کے سامنے ظاہر کرنے والا ہوگا۔

پس جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسے لوگوں کی خدمت جو صاحب عرفان صحابہؓ تھے وہ یا تو رات کو چھپ کے دے جایا کرتے تھے یا پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ جانتے تھے کہ وہاں گیا تو یہاں آیا۔ پس اس پہلو سے خدا کے علیم ہونے کا ذکر بہت ہی پیارا اور موزوں ہے کہ اللہ سے تو چھپتا ہے ہی نہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ پہچان لیتے ہیں کہ خدا کی خاطر کون غریب بنے بیٹھے ہیں تو اللہ کو نہیں پتا لگے گا کہ اس کی خاطر کون چھپ چھپ کے دیتا ہے۔ فرمایا جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے جان لو کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا پورا علم ہے اس سے چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔

اب پھر مضارع کا صیغہ واپس آ گیا ہے۔ پہلے ساری مشروط باتیں تھیں اگر تم ایسا کرو تو یہ ہوگا، یوں کرو گے تو یوں ہوگا۔ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ: 275) کہ وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ یہ اب عام مضمون ہے۔ جو پہلا مضمون تھا وہ خدا کے ان خاص بندوں کا ذکر تھا جو محض رضاء باری تعالیٰ کی خاطر مخفی رکھ کر خرچ کرتے ہیں اور مخفی رہتے ہوئے اپنے حقوق سے خود محروم ہوئے بیٹھے ہیں۔ اب ایک عام مضمون چل پڑا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں میں کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ جو اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں راتوں کو بھی اور دن کو بھی، چھپا کے بھی اور ظاہر کرتے ہوئے بھی فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے لئے ان کے رب کا اجر ان پر ہے۔

یہاں ظاہر کرنے کے باوجود اجر کیوں دیا گیا ہے اگر مخفی رکھنے کو ایسی اہمیت دی گئی تھی۔

یادرکھیں کہ اس آیت کے اندر اس بات کا جواب موجود ہے۔ وہ لوگ جوریا کی خاطر ظاہر کرتے ہیں وہ چھپ کر نہیں دیا کرتے۔ کبھی بھی وہ چھپ کر نہیں دے سکتے۔ انہوں نے تحفہ بھی دینا ہو کسی کو تو لوگوں کی موجودگی میں دکھا کر دیں گے یا بہت بڑے بڑے پیکٹ بنا کر دیں گے تا کہ لوگوں کو پتا لگے کہ بڑی چیز جا رہی ہے۔ شادی بیاہ پہ اعلان ہو رہے ہیں، لکھے جا رہے ہیں، بڑے بڑے پیکٹ پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ دنیا کی نظر میں آ جائیں۔ چھپ کر دینے کی تو ان کو توفیق ہی نہیں ہوتی۔ پس سِرًّا کی شرط ساتھ لگادی ہے۔ تب فرمایا ان کا اجر اللہ پر ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ چھپ کر دیتے ہیں اگر ان کی ریا کی تمنا ہوتی تو چھپ کر دیتے ہی نہ صرف اعلانیہ دیتے۔ جورات کو تہجد کے وقت اٹھتا ہے اس کی صبح کی نماز سچی ہو جاتی ہے۔ اس وقت اس کو کسی نے دیکھا تھا۔ پس ان کا چھپنا ان کے ظاہر کی حفاظت کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ ظاہر میں بھی اور نیتیں ہیں تا کہ ایک دوسرے سے بڑھیں، استباق کی روح پیدا ہو اور تحریک عام ہو جائے ورنہ اگر سارے چندے ہی چھپ کے دیئے جائیں تو جو کمزور رفتہ رفتہ ہمارے ساتھ شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ محروم ہی رہ جائیں گے۔ تو ظاہر کرنا بعض دفعہ دکھاوے کی خاطر نہیں ہوتا بلکہ ایک نیکی کی تحریص اور تحریک کی خاطر ہوتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کے متعلق یہ شرط لگا کر کہ ظاہر تو کرتے ہیں مگر چھپ کر بھی ضرور کرتے ہیں اور اس کو خدا تعالیٰ اس طرح باندھتا ہے پہلے سِرًّا کا ذکر کیا ہے پھر علانیہ کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلے رات کا ذکر فرمایا ہے پھر دن کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی اولیت ان کے ہاں یہ ہے کہ جو کچھ ہم دیں خدا کی خاطر مخفی ہی رہے کسی کو نہ پتہ چلے۔ لیکن پھر دن کے وقت بھی قربانیوں کے تقاضے ہوتے ہیں۔ روشنی کے وقت بھی کچھ قربانیاں کرنی پڑتی ہیں ان سے پھر وہ پیچھے نہیں رہتے۔ فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کا اجر ان کے رب پر ہے، ان کے رب کے پاس ہے۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ان کو کوئی خوف نہیں ہے اور کوئی صدمہ ان پر غالب نہیں آ سکتا۔ کوئی خوف ان پر غالب نہیں آ سکتا اور وہ کسی صدمہ میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ یہاں جو لفظ عِنْدَ رَبِّهِمْ ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ اس سے پہلے جو خدا نے واپس کیا اور بڑھا چڑھا کر دیا اور برکتیں عطا کیں وہ آئندہ کے کھاتے میں سے کاٹا نہیں جائے گا۔ وہ کھاتہ اسی طرح کا اسی طرح پورا رہا ہے اس میں سے منہا کچھ بھی نہیں ہوا۔ تو خدا نے ان کا اجر جو اپنے ذمے لگا رکھا ہے وہ سب کچھ واپس کرنے کے باوجود وہ اسی

طرح سالم کا سالم ٹکا رہے گا۔ جب مرنے کے بعد اس کے حضور پیش ہوں گے تو پھر وہ کھاتے کھلیں گے جو خدا نے اپنے پاس بطور اجر تمہارے لئے محفوظ رکھے ہیں۔

اب یہ وہ مالی قربانی ہے جو خدا کی خاطر کی جاتی ہے اس کے رنگ ڈھنگ ہیں۔ اس سے محرومی اصل محرومی ہے۔ جو اس مالی قربانی کے نظام میں شامل ہوتے ہیں ان کی تو موجیں ہی موجیں ہیں۔ دنیا بھی ان کی ہو گئی آخرت بھی ان کی ہو گئی اور جو خالصۃً للہ قربانی کرتے ہیں، بڑھانے کی نیت سے نہیں کرتے ان کے مال بڑھائے ضرور جاتے ہیں اور جب بڑھائے جاتے ہیں تو اور زیادہ خدا کے حضور شکر کرتے ہوئے جھکتے ہیں اور زیادہ عطا کرتے ہیں۔ ایک ایسی چیز ہے جو ان لوگوں کے درمیان، ان کے ایک گروہ کے درمیان ان کے دوسرے گروہ سے فرق کر دیتی ہے۔ جن لوگوں کے مال اللہ اس جزا کے نتیجے میں اس دنیا میں بھی بڑھاتا ہے اور آخرت میں بھی ان کے اجر رکھے ہوئے ہیں وہ اس مال بڑھنے کے بعد اپنے چندوں میں اور بڑھتے ہیں۔ جن کے مال عطا کے نتیجے میں نہیں بڑھتے بلکہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ تعلق کاٹ لیتا ہے کہ تم دنیا میں پڑ گئے تو پھر پڑے رہو ان کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل چھوٹے ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ مال بڑھتے ہیں دل تنگ ہو رہے ہوتے ہیں۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ محض للہ ساری خدمتیں نہیں تھیں دنیا کی حرص غالب تھی خدا کی رضا نسبتاً کم تھی۔ پس اللہ نے دنیا عطا کر دی اور اپنی رضا کی طلب سے محروم رکھ دیا، اپنی رضا کی طلب کی توفیق ہی نہیں دی۔

پس ایسے لوگوں کو کبھی بھی طعن کی نظر سے نہ دیکھیں۔ وہ مظلوم بے چارے مجبور ہیں، محروم ہیں۔ ان پر رحمت کی نظر ڈالنی چاہئے۔ اگر سمجھا سکے کوئی عزت نفس پر حملہ کئے بغیر، پیار اور سلیقے سے تو ان کو بتا دے کہ پہلے جو تم نے کمائیاں کی تھیں وہ کون سی ہاتھ کی چالاکیاں تھیں۔ تمہارے بزرگوں کی قربانیاں تھیں جن کے پھل تم کھا رہے ہو، کیوں آئندہ نسلوں کے لئے تم ویسی قربانیاں نہیں کرتے۔ تم نے اپنے بڑوں کی قربانیوں کے پھل کھائے، کیوں اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتے۔ کیوں ان کے لئے ان کا خیال کر کے خدا کی خاطر قربانیاں نہیں دیتے۔ اب یہاں بظاہر ایک دنیا، نفس کی ملونی کا میں نے ذکر کر دیا ہے مگر بعض دفعہ مریض کو سمجھانے کے لئے چھوٹی بات بھی بتانی پڑتی ہے۔ کوئی آدمی کہتا ہے پانی نہیں پی رہا مر رہا ہے تو کہے چلو میری خاطر پی لو حالانکہ اس کو اپنی خاطر ضرورت ہے۔ وجہ اول

آپ نہیں بتاتے وجہ ثانی بتا دیتے ہیں۔ پس ان مریضوں کو سنبھالنے کی خاطر میں کہتا ہوں کہ اپنی اولاد پر رحم کرو، اولاد سے تو تمہیں پیار ہے نا۔ اس پر رحم کرو اور سوچو کہ تمہارے آباؤ اجداد کی قربانیاں تھیں جو تم کھا رہے ہو۔ تو تم قربانیاں کرو گے تو کمی نہیں آئے گی لیکن کمی آ بھی جائے پھر قربانی کرنا یہ اصل ہے، رضائے باری تعالیٰ کی خاطر۔ اس لئے خدا نے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا الگ الگ بیان کر دیا ہے۔ پہلے تو صرف رضا کی بات کر دی ہے۔ بعد میں فرمایا ہم تمہیں ضمناً بتا رہے ہیں کہ تمہارا مال بھی واپس کر دیا جائے گا اور بہت زیادہ کیا جائے گا۔ مگر تم نے یہ نہیں چاہا تھا۔ اس لئے اب اعلیٰ بات میں یہ بتاتا ہوں اور یہی سب سے اچھی ہے کہ جب بھی مالی قربانی کریں خواہ خدا کی خاطر کریں۔ وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ (المدثر: 7) کے مضمون کو پیش نظر رکھیں۔ کبھی بھی احسان نہ کرو تا کہ تم زیادہ حاصل کر لو۔ اس کا تعلق انسانوں سے ہے۔ مگر خدا کی خاطر جب بندوں پر احسان کرتے ہیں اور اس خواہش کے ساتھ کہ اللہ آپ کو زیادہ دے دے تو اللہ زیادہ تو دے گا مگر آپ اس سے زیادہ لے سکتے تھے۔ اس سے بہت زیادہ لے سکتے تھے اگر یہ کہتے کہ ہم خدا کی خاطر دے رہے ہیں اور اللہ راضی ہو بس ہمارے لئے بہت ہے، اس کی نظر ہم پر پڑ جائے۔ اللہ کی نظر تو ضرور پڑے گی اور بہت زیادہ فضلوں کے ساتھ پڑے گی آپ کا مال یہاں بھی بڑھایا جائے گا، وہاں بھی بڑھایا جائے گا اور پھر ایک پوٹلی اپنے پاس رکھ لے گا اللہ۔ یہ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ کے مضمون سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ ہمارے پاس امانت پڑی ہوئی ہے۔ تو اللہ اس مالی قربانی کی روح کو جماعت کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق بخشے اور جو لوگ بھی کسی پہلو سے محروم ہیں وہ یاد رکھیں کہ اپنے نفس کے فائدے سے محروم ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی حرکت نہیں کر رہے۔ اللہ ہمارے دل بڑھائے، ہمارے ایسے دل بڑھائے جو خدا کی رضا کی خاطر ہمیشہ پہلے سے زیادہ وسیع تر ہوتے چلے جائیں اسی میں جماعت کی آئندہ آنے والی صدیوں کی زندگی ہے۔